REGD No. L.5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم شنبہ

۲۰ شعبان ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۴۶/۱۱ — ۲۳ امان ۱۳۳۶ ہش — ۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء — نمبر ۷۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

(ربوہ ۲۲ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے۔ "طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ"

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— ربوہ ۲۲ مارچ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو بڑی انتڑی میں درد اور ضعف کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

— محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ علاج کی غرض سے آپ کو سرگنگا رام ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔ حالت میں خفیف سا فرق ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کی اڑتیسویں (۳۸) مجلسِ شوریٰ کا تاریخی اجلاس

جملہ نمائندگانِ شوریٰ کی طرف سے انتخاب خلافت احمدیہ سے متعلق قرارداد کے حق میں

بلا استثناء کامل اتفاق رائے کا اظہار

خلافتِ حقہ پر کامل ایمان اور اس کو ہمیشہ جاری رکھنے کے پختہ عزم کا پُرکیف نظارہ

(ربوہ ۲۱ مارچ ۱۹۵۷ء بروز جمعرات جماعت احمدیہ کی اڑتیسویں مجلس مشاورت تعلیم الاسلام کالج کے وسیع و عریض ہال میں ۲½ بجے بعد دوپہر شروع ہوئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ٹھیک ۲½ بجے ہال میں تشریف لا کر تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے کی۔ ایک مختصر لیکن روح پرور خطاب اور لمبی اجتماعی دعا کے ساتھ اس تاریخی اجلاس کا افتتاح فرمایا۔

یہ اجلاس تاریخ احمدیت میں اس لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ کہ اس میں جماعت ہائے احمدیہ پاکستان و ممالک بیرون کی طرف سے نظام خلافت حقہ پر کامل ایمان اور اس کو ہمیشہ ہمیش جاری رکھنے کے پختہ عزم کا ایک پُرکیف نظارہ دیکھنے میں آیا۔ جب مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے انتخاب خلافت احمدیہ سے متعلق ایک نہایت اہم اور ضروری قرارداد پیش کی۔ جو مجلس انتخاب خلافت کے تشکیلی اصول اس کے دستور العمل اور بنیادی قانون پر مشتمل تھی۔ تو بلا استثنا جملہ نمائندگان شوریٰ نے والہانہ طور پر کھڑے ہو کر اس سے کامل اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرارداد سے عدم اتفاق کے اظہار کی کھلی اجازت کے باوجود قرارداد کے خلاف کوئی ایک ووٹ بھی نہ آیا۔ اس طرح یہ حقیقت ایک دفعہ پھر روز روشن کی طرح عیاں ہو کر دنیا کے سامنے آگئی۔ کہ جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ ایمان بالخلافت پر قائم ہے۔ اور کوئی وسوسہ انداز جو بزعم خود اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا کیوں نہ سمجھتا ہو۔ جماعت احمدیہ کو سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی خلافت حقہ سے برگشتہ کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت کے افراد کو نظام خلافت حقہ پر غیر متزلزل ایمان حاصل ہے۔ اور وہ اس نظام کو قیامت تک جاری رکھنے کے عزم بالجزم سے لبریز ہیں۔ مذکورہ بالا قرارداد کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے) دائرہ اجلاس کی روئداد کل کے اخبار الفضل میں ملاحظہ فرمائیں۔)

انتخاب خلافت احمدیہ کے متعلق ایک ضروری ریزولیوشن

تمہید

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے موقعہ پر آئندہ خلافت کے انتخاب کے متعلق یہ بیان فرمایا تھا کہ پہلے یہ قانون تھا کہ مجلس شوریٰ کے ممبران جمع ہو کر خلافت کا انتخاب کریں۔ لیکن آجکل کے فتنہ کے حالات نے ادھر توجہ دلائی ہے۔ کہ تمام ممبران شوریٰ کا جمع ہونا بڑا لمبا کام ہے ہو سکتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر منافق کوئی فتنہ کھڑا کر دیں۔ اس لئے اب میں یہ تجویز کرتا ہوں جو اسلامی شریعت کے عین مطابق ہے کہ آئندہ خلافت کے انتخاب میں مجلس شوریٰ کے جملہ ممبران کی بجائے صرف ناظران صدر انجمن احمدیہ۔ ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ وکلاء تحریک جدید۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ افراد (جن کی تعداد اس غرض کے لئے اس وقت تین ہے۔ یعنے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب) جامعۃ المبشرین کا پرنسپل۔ جامعہ احمدیہ کا پرنسپل اور مفتی سلسلہ احمدیہ ملکر فیصلہ کیا کریں۔

مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کے اراکین میں اضافہ

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علماء سلسلہ اور دیگر بعض احباب کے مشورہ کے مطابق مجلس انتخاب خلافتِ احمدیہ میں مندرجہ ذیل اراکین کا اضافہ فرمایا ہے۔

(۱) مغربی پاکستان کا امیر (اگر مغربی پاکستان کا ایک امیر مقرر نہ ہو تو علاقہ جات مغربی پاکستان کے امراء جو اس وقت چار ہیں)
(۲) مشرقی پاکستان کا امیر
(۳) کراچی کا امیر
(۴) تمام اضلاع کے امراء

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

۵۔ تمام سابق امراء جو دو دفعہ کسی ضلع کے امیر رہ چکے ہوں۔ گو انتخاب خلافت کے وقت امیر نہ ہوں۔ (ان کے اسماء کا اعلان صدر انجمن احمدیہ کرے گی)

۶۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ ۷۔ ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

۸۔ تمام زندہ صحابہ کرام کو بھی انتخاب خلافت میں رائے دینے کا حق ہوگا۔ (اس غرض کے لئے صحابی وہ ہوگا۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہو۔ اور حضور کی باتیں سنی ہوں۔ اور ۱۹۰۸ء میں حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت اس کی عمر کم از کم بارہ سال کی ہو) (صدر انجمن احمدیہ تحقیقات کے بعد صحابہ کرام کے لئے سرٹیفکیٹ جاری کرے گی۔ اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی)

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابیوں میں سے ہر ایک کا بڑا لڑکا انتخاب میں رائے دینے کا حقدار ہوگا۔ بشرطیکہ وہ مبایعین میں شامل ہو (اس جگہ صحابہ اولین سے مراد وہ احمدی ہیں۔ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں فرمایا ہے۔ ان کے ناموں کا اعلان بھی صدر انجمن احمدیہ کرے گی)

۱۰۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے کم از کم ایک سال بیرونی ممالک میں تبلیغ کا کام کیا ہو۔ اور بعد میں تحریک جدید نے کسی الزام کے ماتحت انہیں فارغ نہ کر دیا ہو۔ (ان کو تحریک جدید سرٹیفکیٹ دے گی۔ اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی)

۱۱۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے پاکستان کے کسی صوبہ یا ضلع میں رئیس التبلیغ کے طور پر کم از کم ایک سال کام کیا ہو اور بعد میں ان کو صدر انجمن احمدیہ نے کسی الزام کے ماتحت فارغ نہ کر دیا ہو (انہیں صدر انجمن احمدیہ سرٹیفکیٹ دے گی اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی)

مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کا دستور العمل

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ بالا جملہ اراکین مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کے کام کے لئے حسب ذیل دستور العمل منظور فرمایا ہے:۔

ا۔ مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کے جو اراکین مقرر کئے گئے ہیں ان میں سے بوقت انتخاب حاضر افراد انتخاب کرنے کے مجاز ہوں گے۔ غیر حاضر افراد کی غیر حاضری اثر انداز نہ ہوگی اور انتخاب جائز ہوگا۔

ب:۔ انتخاب خلافت کے وقت اور مقام کا اعلان کرنا مجلس شوریٰ کے سیکرٹری اور ناظر اعلیٰ کے ذمہ ہوگا۔ ان کا فرض ہوگا کہ موقع پیش آنے پر فوراً مقامی اراکین مجلس انتخاب کو اطلاع دیں۔ بیرونی جماعتوں کو تاروں کے ذریعہ اطلاع دی جائے۔ اخبار الفضل میں بھی اعلان کر دیا جائے۔

ج۔ نئے خلیفہ کا انتخاب مناسب انتظار کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ہونا چاہیئے۔ مجبوری کی صورت میں زیادہ سے زیادہ تین دن کے اندر انتخاب ہونا لازمی ہے۔ اس درمیانی عرصہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان جماعت کے جملہ کاموں کو سرانجام دینے کی ذمہ وار ہوگی

د۔ اگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زندگی میں نئے خلیفہ کے انتخاب کا سوال اٹھے تو مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کے اجلاس کے وہ پریذیڈنٹ ہوں گے ورنہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے اس وقت کے سینئر ناظر یا وکیل اجلاس کے پریذیڈنٹ ہوں گے (ضروری ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید فوری طور پر مشترکہ اجلاس کر کے ناظروں اور وکلاء کی سینیارٹی فہرست مرتب کر لے)

ہ۔ مجلس انتخاب خلافت احمدیہ کا ہر رکن انتخاب سے پہلے یہ حلف اٹھائیگا کہ

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین میں سے خارج کیا گیا ہو یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو"

و۔ جب خلافت کا انتخاب عمل میں آ جائے تو منتخب شدہ خلیفہ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ لوگوں سے بیعت لینے سے پہلے کھڑے ہو کر قسم کھائے کہ:۔

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا۔ اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا۔ اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔"

ز۔ اوپر کے قواعد کے مطابق صحابہ اور نمائندگانِ جماعت جن میں امراء اضلاع سابق و حال بھی شامل ہیں کی تعداد ڈیڑھ صد سے زیادہ ہو جائے گی۔ ان میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کی تعداد اتنی قلیل رہ جاتی ہے۔ کہ منتخب شدہ ممبروں کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی۔ ہاں خلیفہ وقت کا انتخاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد اور جماعت کے ایسے مخلصین میں سے ہو سکے گا۔ جو مبایعین ہوں اور جن کا کوئی تعلق غیر مبایعین یا احرار وغیرہ دشمنانِ سلسلہ احمدیہ سے نہ ہو۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت تک ایسے مخلصین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے)

بنیادی قانون

ضروری نوٹ:۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ کے لئے انتخاب خلافت احمدیہ کے لئے مذکورہ بالا اراکین اور قواعد کی منظوری کے ساتھ بطور بنیادی "قانون" کے فیصلہ فرمایا ہے کہ:۔

"آئندہ خلافت کے انتخاب کے لئے یہی "قانون" جاری رہے گا۔ سوائے اس کے کہ دوبارہ خلیفۂ وقت کی منظوری سے شوریٰ میں یہ مسئلہ پیش کیا جائے۔ اور شوریٰ کے مشورہ کے بعد خلیفۂ وقت کوئی اور تجویز منظور کرے۔"

مجلسِ علمائے سلسلہ احمدیہ ۱۸/۳/۵۷

مجلس علماء کی یہ تجویز درست ہے

(دستخط) مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۰/۳/۵۷

حفاظ جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

رمضان المبارک قریب آ رہا ہے۔ جو حافظ صاحبان نظارت اصلاح وارشاد کی معرفت کسی جماعت میں تراویح میں قرآن کریم سنانے کے لئے مقرر ہونا چاہتے ہیں وہ نظارت ہذا کو فوراً لکھیں۔ ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ

لائبریریوں کیلئے نئی کتب

نظارت ہذا قائم شدہ لائبریریوں میں مزید نئی کتب مہیا کر رہی ہے۔ لہٰذا جہاں جہاں لائبریریاں قائم ہیں ایسی جگہوں کے انچارج صاحبان لائبریری خود تشریف لا کر یا کسی نمائندہ کو تصدیقی چٹھی دے کر مجلس مشاورت کے موقع پر کتب نظارت اصلاح وارشاد سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ

درخواست دعاء ۔ مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں) کی طبیعت اکثر علیل رہتی ہے۔ ان کی دختر امۃ الوہاب صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ احباب دونوں کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا دستور اساسی

اور

بنیادی حقوق

ہمارا دستور اساسی نفاست اور توازن کے لحاظ سے دنیا بھر کے دستوروں کے مقابلے میں چند ممتاز خصوصیات کا حامل ہے۔ اس کا عنوان ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور یہ بات شروع ہی میں کھلے لفظوں میں بتادی گئی ہے۔ کہ تمام کائنات کی حقیقی حکومت صرف خدائے بزرگ و برتر کے لئے مختص ہے۔ اور پاکستانی جمہوریہ کے تمام اختیارات حکومت ان حدود تک محدود ہونگے۔ جو پروردگار عالم نے مقرر فرما دیئے ہیں۔ اور یہ حکمت ایک پاکیزہ امانت ہے۔

خود یہ بنیادی خیال اسلامی ہے۔ اور عقل و شعور کے بہت زیادہ نزدیک ہے۔ اصل حکومت کا حق صرف اس کو ہوسکتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں تمام کائنات ہے۔ اور جو خود خالق کائنات ہے۔ ہمیں تو صرف اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ دے دیتا ہے۔ اور تصرف و اختیار کے حدود بھی اس قدر ہوتے ہیں جتنا وہ عطا کرتا ہے۔ پھر اس تحریف تمہید یا قانونی پیش لفظ کا دوسرا ٹکڑا بھی ممتاز حیثیت رکھتا ہے "پاکستان ایک جمہوری ریاست ہے جس کی بنیادیں اسلامی اصول اور سماجی انصاف پر ہیں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور سماجی انصاف کے وہ اصول جو اسلام نے معین کئے ہیں یہ دستور انہیں اصول کا گلدستہ ہے یہ اصول قرآن پاک اور سنت کی بنیادی تعلیم سے ماخوذ ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق

ساتھ ہی ساتھ اقلیتوں کو بھی موزوں اور مناسب مواقع دیئے گئے ہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے مذہبی فریضے اور رسوم ادا کرتے رہیں۔ اور اپنی تہذیب و ثقافت کو ترقی دیتے رہیں۔ اس لئے بنیادی حقوق میں ہر پاکستانی برابر کا شریک ہے۔ مرتبہ اور درجہ میں برابری ہے۔ مواقع میں برابری ہے قانونی حیثیت میں برابری ہے۔

آزادیٔ خیال آزادیٔ گفتار۔ اعلان اعتقاد۔ مذہب۔ طرز عبادت۔ میل جول۔ سماجی۔ اقتصادی اور سیاسی انصاف غرض ہر پہلو میں برابری ہے۔ صرف قانون مروجہ اور اخلاق عامہ کی شرطیں لگی ہوئی ہیں مسلم اور غیر مسلم۔ ہندو عیسائی پارسی وغیرہ کسی کے ساتھ دستور نے صرف اس کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے کوئی دستوری کمی نہیں رکھی۔ اور اس لئے وہ تمام موزوں صورتیں دستور میں جمع کردی ہیں

نہایت اہم اور ممتاز ہے۔

تمام شہری قانون کی نگاہ میں برابر ہیں۔ اور ہر فرد کو قانونی تحفظ حاصل ہونے کا حق حاصل ہے۔ لفظ شہری نہایت جامع لفظ ہے اس میں ہر صنف۔ رنگ۔ مذہب۔ عمر پیشے اور مشغلے کے لوگ داخل ہیں عورتیں ہوں یا مرد جو بھی شہری کی تعریف میں آگیا۔ اس کو برابر کا حق حفاظت مل گیا۔ شہری ہونے کے

> پاکستان کے دستور کی رو سے پاکستان کے ہر شہری کو مکمل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہر شہری کو اختیار ہے۔ کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے اس پر عامل رہے اس کی تبلیغ و اشاعت کرے اور اپنے ادارے قائم کرے۔

جو اقلیتوں یا کمتر درجہ والوں کے جائز حقوق کی نگہبانی کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح عدالتوں کی آزادی اور خود مختاری بھی قانونی طور پر محفوظ کردی گئی ہے۔ تاکہ پاکستانی ہر طرح پھلیں پھولیں۔ اور اقوام عالم میں اپنی صحیح جگہ جس کے وہ حقدار ہیں حاصل کرسکیں۔ بین الاقوامی امن و ترقی اور انسانی مسرتوں میں پورے طور پر حصہ لیتے رہیں۔

انہیں پاکیزہ مقاصد کے واسطے جمہوریہ پاکستان نے مجلس دستور ساز میں ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء مطابق ۷ رجب ۱۳۷۵ھ کو اس دستور کو قانونی شکل دے کر نافذ کیا۔ اور خود اپنے لئے قبول کرلیا۔

بنیادی حقوق ہی انسان کے سب سے زیادہ بھاری اور اصول ہمت ہیں۔ اگر بنیادی حقوق کا تحفظ نہ ہو۔ اور ان سے پورا فائدہ اٹھایا نہ جاسکے۔ تو باضابطہ قانون و قاعدہ سب کا سب بے معنی سانوشتہ ہو کر رہ جائے گا۔ ہمارے دستور نے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لئے جو سامان کیا ہے وہ بہ نفس خود

علاوہ اور کوئی قید نہیں۔

فرد اور قوم

کوئی شخص اپنی زندگی یا آزادی سے محروم نہ کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس کی زندگی یا آزادی قانون کے خلاف نہ ہو۔ زندگی سے زیادہ کوئی چیز قیمتی نہیں لیکن جہاں فرد اور قوم کی زندگی میں ٹکر ہو وہاں فرد کی زندگی بے قدر ہوجاتی ہے۔ اگر آدمی بالکل بے قید اور مطلق العنان چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ سماج دشمن امن دشمن۔ غرض ہر قسم کی خرابیوں پر بھی تل سکتا ہے۔ ان صورتوں میں انصاف کا تقاضا یہی ہے۔ کہ جب کسی فرد کی زندگی پیکر ملت میں ناسور کی شکل اختیار کرنے لگے۔ تو اسے عمل جراحی کر دیا جائے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی کی سازش یا زہریلی زندگی سے ملک و قوم کی تباہی کا خطرہ ہو۔ تو وہ زندگی ہی ختم ہوجانی چاہیئے۔ یہی کیفیت آزادیوں کی بھی ہے۔ سماجی آزادی ہو یا اقتصادی معاشی آزادی ہو یا سیاسی جہاں تک آزادی کا اثر ملک و قوم اخلاق عامہ

اور صحت جمہوریہ میں معاون و مفید ہے وہاں تک ہر فرد کی آزادی کی حفاظت کی جائیگی ورنہ وہ آزادی سلب کرلی جائے گی۔ آزادی جب اپنی حدود سے باہر چلی جائے، تو نہایت خوفناک بن سکتی ہے ہم آزاد ہیں کہ اگر کوئی حملہ کرے۔ تو ہم اپنے بچاؤ کے واسطے ہر تدبیر اختیار کرسکتے ہیں یہاں تک کہ حملہ کرنے والے پر اپنی مدافعت کے لئے حملہ بھی کرسکتے ہیں۔ جس سے وہ ہلاک بھی ہوجائے۔ تو ہم قانون کی نظر میں مجرم نہ ہوں گے۔ اس لئے کہ حملہ کرنے والے کی آزادی اپنے حدود سے بڑھ کر فرد یا جزو قوم کے لئے مہلک بن گئی تھی۔ اور مظلوم کے لئے اس وقت یہ حق پیدا ہوگیا تھا۔ کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے حملہ آور کی جان بھی لے سکے۔

آزادیوں کا دائرہ اس وقت تک قانون کے نزدیک بچاؤ کے قابل ہے۔ جب تک وہ قانونی حدود میں ہے۔ باغی، سماج دشمن عناصر۔ وطن فروش۔ سازشی یا اس قسم کے قانون شکن افراد کی آزادی کا کوئی پاس اور کوئی لحاظ قانون کو نہیں ہے بلکہ اس کا سلب کردینا یا مٹا دینا ہی بہترین صورت ہے۔

سزا بہ حد جرم

آگے چلکر دستور نے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لئے ایک اور اچھی صورت رکھی ہے۔ کسی شخص کو اس جرم کی سزا نہ دی جائے گی۔ جو اس وقت قانونی طور پر جرم نہ تھا جبکہ وہ سرزد ہوا ہو۔ نہ کسی شخص کو اس سے زائد سزا دی جائے گی۔ جتنی اقدام جرم کے وقت قانونی طور پر معین تھیں۔

یہ دونوں پہلو بہت سادہ ہیں لیکن دستوری امتیاز سے بہت اہم ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ اگر کسی نے کسی چیز کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ جو آج کنٹرول میں آگئی ہے۔ اور جس کا ذخیرہ کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ ذخیرہ کرنے والے کو قانونی اجازت نامہ ملا ہوا ہو۔ تو بھی نفاذ قانون سے پہلے کا ذخیرہ چاہے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ذخیرہ کرنے والے کے واسطے موجب سزا نہیں بن سکتا یہ تو صرف ایک مثال ہوئی۔ اگر آپ سوچیں گے تو زندگی کے ہر شعبہ میں بہت سی چیزیں ایسی ملیں گی

جو کسی خاص قانون کے نفاذ سے پہلے جرم نہ تھیں۔ بعد کو جرم ہوگئیں۔ ایسی صورتوں کے لئے دستور نے یہ اصول رکھا ہے۔ کہ ملزم جو بظاہر مجرم اور درحقیقت معصوم ہے۔ وہ قانون کی حفاظت میں رہے گا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک نازک سے گوشہ کا بھی دھیان رہے۔ قانون کا عدم علم مجرم کو پنجہ قانون سے بچا نہیں سکتا۔ مجرم اپنی صفائی کے لئے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے اس قانون کا علم نہ تھا۔ اصول قانون کے مطابق عدم علم کوئی اثر نہیں رکھتا۔ صرف یہ واقعہ کہ اس فعل کا اقدام وضع قانون سے پہلے کا ہے۔ ملزم کو بالکل بے گناہ رکھے گا۔ اور اسے کسی قسم کی کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

یہی کیفیت اس وقت کی بھی ہے۔ جب وسعت یا شدت سزا میں قانونی اضافہ ہوگیا ہو۔ مثلاً کسی جرم کی انتہائی سزا اگر پہلے صرف ایک سال تھی۔ اور مقدمہ کی سماعت کے دوران میں یا اقدام جرم اور سزا دینے کے دوران میں یا مدت سزا ختم ہو جانے سے پہلے نئے قانون یا ترمیم کی وجہ سے اس جرم کی میعاد سزا میں توسیع کردی گئی ہو۔ تو اس سے وہ مجرم بالکل مبرا رہے گا۔ جس کا مقدمہ زیر سماعت ہو۔ یا جس کی سزا کی میعاد ابھی باقی ہو۔ یعنی ایسے مجرم کو صرف ایک سال کی سزا دی جائیگی۔

یہ احتیاطیں اس لئے ضروری ہیں۔ کہ بنیادی حقوق نہایت قیمتی حقوق ہیں۔ اور ان کی صحیح قدر و قیمت یہی ہے کہ ہر ممکن اور مناسب انداز سے ان کی حفاظت کی جائے۔ ایسی روایتیں تاریخ میں موجود ہیں کہ ظالم حکمرانوں اور بے درد عدالتوں نے مجرموں کو محض اپنی بے دردی اور ظلم کی وجہ سے معین سزاؤں سے کہیں زیادہ سزائیں دی ہیں۔ اور بعض حالتوں میں اتنا ظلم ڈھایا ہے۔ کہ اس کے بیان ہی سے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں۔

اسی طرح گرفتاری اور زیر حراست رکھنے کے سلسلہ میں بھی دستور نے حدیں بیان کردی ہیں۔ کوئی شخص بھی جو گرفتار ہوگا۔ یا زیر حراست رکھا جائے گا۔ اسے جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ گرفتاری اور حراست کے وجوہ بتا دیئے جائیں گے۔ اور وہ ہرگز ہرگز اس بنیادی حق کے استعمال سے محروم نہ کیا جائے گا۔ کہ اپنی مرضی کے وکیل سے مشورہ کر سکے۔ یا کسی وکیل کو اپنی پیروی کے لئے مقرر کر سکے۔

بظاہر یہ دونوں چیزیں کچھ زیادہ اہم معلوم نہیں ہوتیں۔ لیکن آج بھی دنیا کے بعض انسانیت سوز گوشوں میں ایسی ریاستیں اور ایسی حکومتیں موجود ہیں۔ جہاں قیدیوں کو سالہا سال خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کس لئے قید کئے گئے ہیں۔ اور ان کے سر کچھ الزام تھوپ بھی دیئے جاتے ہیں۔ تو ان کو یہ موقع ہی نہیں دیا جاتا۔ کہ وہ کسی قانونی مشیر سے مشورہ کر سکیں۔ یا اسے اپنے مقدمہ میں وکیل کر سکیں۔

آزادی تحریر و تقریر

اسی طرح ہر شہری کو آزادی تحریر و تقریر کا حق حاصل ہے۔ سوا ایسی قیود کے جیسے محافظت، غیر ملکی ریاستوں سے رابطہ تحقیر عدالت دل آزاری، کسی کو کسی کی رسوائی یا کسی مجرمانہ فعل کی ترغیب۔ یہ تمام قیدیں کسی مملکت کے قیام و استحکام کے لئے ضروری ہیں۔ پاکستان کی حفاظت ہر شہری کا پہلا فریضہ ہے۔ کوئی فقرہ کوئی جملہ کوئی لفظ جو پاکستان کے اتحاد۔ بقا یا ترقی کو ٹھیس لگائے۔ برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک ہر حق کے ساتھ ذمہ داریوں کا احساس بھی نہ رہے۔ اس حق کے استعمال میں اعتدال لطف اور افادیت باقی نہیں رہ سکتی۔

غیر ملکی حکومتوں سے اچھے تعلقات قائم رکھنا اور ان روابط کی حفاظت بھی کسی مملکت کے قیام کے واسطے ضروری ہے۔ دنیا اب اس منزل تک پہنچ چکی ہے۔ جہاں کوئی حکومت خود کفیل یا دوسروں سے بے نیاز ہو کر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ نہ کوئی ترقی کر سکتی ہے۔ معاشی، سیاسی، تجارتی تعلقات بین الاقوامی سطح پر قائم رکھنا ضروری ہے۔ جس طرح انسانیت نے انفرادی زندگی سے رفتہ رفتہ نکل کر اجتماعی زندگی کی شکل اختیار کی۔ اور سماجی زندگی نمودار ہوئی۔ اسی طرح سائنس کی ترقیوں، رسل و رسائل نقل و حمل کی آسانیوں اور دوسری صورتوں کی وجہ سے اب بین الاقوامی روابط بھی ضروری ہو گئے ہیں۔ غیر جانبداری اور بے تعلقی کا ڈھونگ رچانے والے اگر اپنے لفظوں کی روشنی میں اپنے عمل پر نظر ڈالیں۔ تو صاف پتہ چل جائے گا۔ کہ کسی حکومت کے لئے چاہے وہ کسی درجہ کی کیوں نہ ہو۔ سب سے الگ تھلگ رہ کر اپنا وجود قائم رکھنا ممکن ہی نہیں ہے، دل آزاری اور رسوائی کا چہرہ اتنا مکروہ ہے کہ ہلکے پردہ سے بھی جھلکتا رہتا ہے۔

مذہب، قومیت۔ وطنیت۔ کی آڑ لیکر کسی کی دل آزاری کرنا۔ کسی فرد یا قوم کو بلا سبب کم ظرفی یا دشمنی کی بناء پر رسوا کرنا آزادی تحریر و تقریر کے منافی اور اخلاق سوز حرکت ہے۔ موجودہ دنیا میں یہ بات عام ہوگئی ہے۔ کہ رسوائی کا خوف دلا کر سماج دشمن عناصر بھولے بھالے مردوں یا عورتوں کو انکشاف راز کی دھمکیاں دے دے کر ان سے کثیر رقمیں وصول کرتے ہیں۔ اور ان کی زندگی دوبھر کر دیتے ہیں جس کا نام "بلیک میل" ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو "بلیک میل" کی تہ میں آپ کو یہی راز نظر آئے گا۔ کہ قانون شکن افراد آزادی تحریر و تقریر کے حقوق ناجائز طور پر استعمال کرنا شیر مادر سمجھتے ہیں۔ دستور کی یہ قید شہری اور سماجی زندگی کے لئے مناسب ضروری اور مفید ہے۔ آزادی تحریر و تقریر کے بنیادی حقوق پر سب سے آخری بندش یہ ہے۔ کہ کسی مجرمانہ فعل کی ترغیب تحریص دلا کر کسی فرد یا جماعت کو جرائم کی طرف مائل نہ کیا جائے۔ اکسایا نہ جائے۔ جلتی ہوئی چنگاری کو ہوا نہ دی جائے۔ تقریر اور تحریر میں بڑی قوت ہے۔ بڑا جادو ہے۔ اچھا مقرر۔ اچھا ادیب۔ اچھا نثر نویس اپنی زبان و قلم سے طوفان برپا کر سکتا ہے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ کہ پرجوش تقریروں اور تحریروں سے دنیا میں بڑے بڑے کارنامے نمایاں بھی ہوئے ہیں۔ اور بڑے بڑے جرم بھی ہوئے ہیں۔ غرض ایسی تحریر یا تقریر جس سے جنسی۔ معاشی۔ اقتصادی سیاسی یا کسی قسم کے جرم کو مدد ملے۔ دستور کے نزدیک ممنوع ہے۔ جو آزادی تحریر و تقریر امن عامہ۔ اتحاد۔ ارتباط یا نفاست اخلاق میں مانع ہو۔ وہ ہمارے دستور کے رو سے ناپسندیدہ ہے۔ اور اس کی اجازت کسی حالت میں نہیں دی جا سکتی۔

ان چند پابندیوں کے علاوہ دستور جمہوریہ پاکستان کے رو سے ہر شہری کو وہ تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ جو دنیا کے مہذب ترین ملکوں کے باشندوں کو آئین و دستور کے لحاظ سے مل سکتے ہیں۔

ہمارے دستور نے جذبات کا تحفظ بھی کیا ہے۔ کسی شہری پر یہ جبر نہ کیا جائے گا۔ کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف مذہبی رسوم میں شریک ہو۔ یا تعلیمی سلسلے میں ایسی تعلیم حاصل کرے۔ جو اس کے اعتقاد کے خلاف ہو۔ ساتھ ہی ساتھ فرقہ۔ جماعت اور قبیلہ کو آزادی ہے۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے افراد کو مذہبی تعلیم و تربیت دیں۔

آزادی اجتماع

ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ جہاں جس وقت جس تعداد میں اور جس انداز سے چاہے۔ مجلس۔ جلسہ یا جلوس کی شکل میں اکٹھا ہو کر صلاح و مشورہ۔ جشن مسرت یا نوحہ و ماتم کرے۔ لیکن بغیر اجازت مسلح ہو کر شہری اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ احتیاطیں نظر انداز کر سکتے ہیں، جو امن عامہ کے لئے ضروری ہیں۔

ہر شہری کو انجمن ایسوسی ایشن اور یونین بنانے کا اختیار ہے۔ صرف ہلکی سی مناسب شرطیں لگی ہوئی ہیں، جو امن و اخلاق عامہ کے واسطے مفید ہیں۔ ہر شہری کو کامل آزادی ہوگی۔ کہ وہ سارے پاکستان میں گھومے۔ پھرے۔ اور جہاں چاہے۔ بود و باش اختیار کرے۔ جہاں چاہے ملکیت حاصل کرے۔ یا اسے الگ کرے۔

اسی طرح ہر شہری کو اختیار ہے۔ کہ وہ اپنے لئے جو پیشہ یا مشغلہ چاہے۔ اختیار کرے، اور جس قسم کی تجارت یا کاروبار چاہے، کرے۔ بشرطیکہ قانونی طور پر وہ اس کا اہل ہو۔ اور اس کا کوئی فعل قانون کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے دستور نے جذبات کا تحفظ بھی کیا ہے۔ کسی شہری پر یہ جبر نہ کیا جائے گا۔ کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف مذہبی رسوم میں شریک ہو یا تعلیمی سلسلے میں ایسی تعلیم حاصل کرے۔ جو اس کے اعتقاد کے خلاف ہو۔ ساتھ ہی ساتھ فرقہ۔ جماعت اور قبیلہ کو آزادی ہے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے افراد کو مذہبی تعلیم و تربیت دیں۔

تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں ہر شہری کو ہر سرکاری مکتب۔ اسکول۔ کالج اور جامعہ میں داخلہ کا حق حاصل رہے گا۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

پاکستانی مسلمانوں کے شہری فرائض

از مکرم محمد اشرف صاحب ناصر عربی ٹیچر سلسلہ

۲۳ مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ میں ایک درخشاں باب کی حیثیت رکھتا ہے آج جبکہ ہر پاکستانی یوم جمہوریہ کی خوشی منا رہا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ ان فرائض کی طرف بھی نگاہ رکھے جو اس پر بحیثیت ایک پاکستانی مسلمان شہری کے عائد ہوتے ہیں۔ اور جن پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف وہ خود ترقی کی منزلیں طے کر سکتا ہے بلکہ وہ اپنے ملک و ملت کی ترقی کا باعث بھی بنے گا۔ انہی فرائض کی طرف حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی مشہور و معروف کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں مسلمانوں کی توجہ مبذول فرائی ہے۔ حضور نے ایک مسلمان شہری کے فرائض واضح کرتے ہوئے بتایا ہے۔

(۱) ہر مسلمان شہری کو چاہیئے کہ محنت کر کے کمائے اور سست نہ بیٹھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین رزق وہ ہے۔ جو انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے مہیا کرے

(۲) مسلمان شہری کا فرض ہے کہ جو شخص اس کے سامنے سے آئے اسے السلام علیکم کہے۔ پھر جو شخص آتا ہوا ملے اور وہ واقف اور دوست ہو اس سے مصافحہ کرے۔

۳- جو لوگ اپنے محلہ کے یا دوسرے واقفوں میں سے بیمار ہوں - ان کی عیادت کے لئے جائے اور ان کی تسلی و تشفی کرے

۴- اگر اس کے سامنے کوئی شخص ایسی بات کہے جو کسی دوسرے شخص کے خلاف ہو تو اس کو دبا دے اور اس شخص تک نہ پہنچائے جس کے متعلق کہی گئی ہے۔ ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بات اس نے کہی

. . . .

. . . .

. . . آپ فرماتے ہیں کہ کہنے والے کی مثال تو ایسی تھی کہ اس نے تیر مارا اور لگا نہیں اور جس نے اس شخص کو وہ پہنچا دی جس کے حق میں کہی گئی تھی اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے اس نے تیر اٹھا کر اس شخص کے سینے میں چبھو دیا۔

۵- کوئی شخص فوت ہو جائے۔ اس کی تجہیز و تکفین میں مدد کرے۔

۶- ایسی باتیں جو وقار کے خلاف اور لوگوں کو تکلیف دینے والی ہوں نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مسلمان بازاروں اور گلیوں میں وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک جوتی پہنے ہوئے اور ایک پاؤں سے ننگا چل رہا ہے فرمایا یا دونوں پہنو یا ایک بھی نہ پہنو۔ رستوں یا لوگوں کے جمع ہونے کی جگہوں میں غلاظت نہ پھینکیں اور ان کو گندہ نہ کریں۔ رسول کریم فرماتے ہیں اس شخص پر خدا کی ناراضگی نازل ہوتی ہے جو رستوں میں پاخانہ کرتا ہے۔

۷- رستوں اور پبلک جگہوں کو صاف رکھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص رستہ میں لوگوں کو ایذا دینے والی چیزیں ہٹاتا ہے۔ اس پر خدا کا فضل نازل ہوتا ہے

۸- ضرر رساں چیزیں فروخت نہ کرے مثلاً سڑی ہوئی یا موسم کے لحاظ سے بیماریاں پیدا کرنے والی اشیاء۔

۹- پبلک جگہوں پر بلند آواز سے لڑے اور جھگڑے نہیں اور لوگوں کے آرام میں خلل نہ ڈالے۔

۱۰- گندہ کلام منہ پر نہ لائے نہ ہی پبلک جگہوں پر ننگے سر پھرے۔

۱۱- وہ لوگوں کو اچھی باتیں سکھاتا رہے اور بد باتوں سے روکتا رہے۔ مگر نرمی اور محبت سے۔ جو علم اسے آتا ہو اس کا فائدہ عام کرے اور اسے چھپائے نہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی علم کو چھپاتا ہے اور باوجود لوگوں کے پوچھنے کے ظاہر نہیں کرتا اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام ہو گی مطلب یہ ہے کہ مسلمان علم کو دنیا میں ضائع نہ ہونے دے اور اسکو چھپائے نہیں۔

۱۲- وہ بہادر بنے لیکن ظالم نہ ہو وہ کمزوروں عورتوں بچوں بلکہ جانوروں تک پر بھی ظلم نہ کرے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایک دفعہ چند لڑکوں کو زندہ جانوروں پر نشانہ لگاتے دیکھا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو بھاگ گئے آپ نے فرمایا خدا ان پر ناراض ہوا جنہوں نے یہ کام کیا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے خدا اس پر ناراض ہوا جس نے کسی جاندار کو نشانہ بنایا۔

۱۳- مسلمان شہری کا فرض ہے کہ دوسرے لوگوں کی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس علاقے میں کوئی وبائی بیماری ہو، وہاں کے لوگ دوسرے شہروں میں نہ جائیں اور دوسرے لوگ اس علاقہ میں نہ آئیں

۱۴- اگر اپنے ہمسایہ کو مصیبت اور مشکل میں دیکھو تو اس کی ہر ممکن مدد کرو۔

۱۵- قومی اور ملکی فرائض کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار رہے اور اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے مال اور ملک کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔

۱۶- وہ کسی کو ہلاک ہوتا دیکھے تو اسکو بچائے۔ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل ہوتا ہوا دیکھتا ہے اور خاموش کھڑا رہتا ہے۔ اور اس کے بچانے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے۔ پس ڈوبتوں کو بچانا۔ آگوں کو بجھانا۔ زلزلوں۔ طوفانوں سیلابوں۔ کانوں کے پھٹنے۔ مکانوں کے گرنے۔ ریلوں کے ٹکرانے اور بجلیوں کے گرنے کے وقت لوگوں کی مدد کرنا اور ان کی جان بچانا ہر مسلمان شہری کا فرض ہے۔

۱۷- کبھی ہمت نہ ہارے اور مایوس نہ ہو۔ بلکہ مصائب و تکلیف میں ایک پہاڑ کی طرح کھڑا رہے۔ حوادث کی آندھیاں چلیں۔ آفات کی موجیں اٹھ اٹھ کر اسے ٹکرائیں۔ مگر وہ مقابلہ سے نہ گھبرائے۔ بلکہ ان کو دبانے کی کوشش کرے۔

۱۸- حکومت کے تمام واجبات اور ٹیکس باقاعدگی سے ادا کرے۔

۱۹- حکومت کے ساتھ ہر معاملہ میں تعاون کرے۔ اور حکومت وقت کا وفادار رہے۔ اگر ہر فرد ان شہری اصولوں کو اپنے پیش نظر رکھ کر اپنے اقوال و افعال میں تغیر پیدا کرے گا۔ تو وہ اپنے کردار سے اپنے کو ایک نیا آدمی ثابت کر سکے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر آپس میں حقیقی یگانگت اور ہم آہنگی پیدا کر دیں اور پاکستان کا ایک مفید شہری بن جائیں۔ خدا سب پاکستانیوں کو ان سنہری اصولوں کو اپنا نصب العین بنانے کی توفیق دے

پاکستان کا دستور اساسی (بقیہ صفحہ ۲)

قومیت، مذہب، ذات اور مقام پیدائش کے اعتبار سے کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا خالص مذہبی رسوم سے مخصوص مقامات کے علاوہ قومیت مذہب، صنف یا وطنیت کی بنا پر کسی شہری سے کوئی امتیاز برتا نہیں جا سکتا اور وہ عام تفریح گاہوں میں بے روک ٹوک شریک ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں خود اس کے لئے مخصوص قواعد بھی بنائے جا سکتے ہیں کوئی شہری غیر قانونی طور پر اپنی ملکیت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ کسی متنفس کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ کنیز یا غلام بنانا یا ان کی خرید و فروخت غرض غلامی کا ہر پہلو ہمارے دستور نے ممنوع کر دیا ہے۔ اسی طرح بیگار یا بغیر اجرت جبریہ کام لینا بھی ممنوع ہے۔

رہا ملازمت کا معاملہ دستور نے یہ مسئلہ بھی صاف کر دیا ہے کہ اگر کسی امیدوار میں وہ قابلیت اور شرائط موجود ہیں جو کسی ملازمت یا عہدہ کے لئے ضروری ہیں۔ تو قومیت، مذہب، صنف۔ سکونت یا وطنیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہ کیا جائے گا، مذہبی آزادی بھی دستور کے رو سے مکمل طور پر حاصل ہے ہر شہری کو اختیار ہے کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے اس پر عامل رہے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرے اپنے ادارے قائم کرے شہریوں کا کوئی گروہ جس کی زبان رسم الخط یا کلچر دوسروں سے ممتاز ہو اسے اختیار ہو گا کہ وہ اس مخصوص زبان رسم الخط یا کلچر کی نگہداشت رکھے

چھوت چھات "قطعاً" ممنوع ہے جو قانونی طور پر بھی فعل مجرمانہ کی شان رکھتا ہے کسی شخص سے دوسرے مذہب کے پروپیگنڈا یا تبلیغ و اشاعت کے لئے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جا سکتا۔

بنیادی حقوق کے سلسلہ میں دستور پاکستان نے ہر شہری کو اختیار دیا ہے کہ اگر حقوق کے برتنے یا استعمال کرنے میں ذرا بھی دقت ڈالی جائے تو وہ سپریم کورٹ سے رجوع کر سکتا ہے۔

(پاکستان تابندہ باد)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عوام کی ذمہ داریاں

آج جشن کے موقعہ پر ہمیں اپنے ملک و قوم میں صحیح جمہوری اقدار کے قائم کرنے کا عہد کر لینا چاہیئے تاکہ ہمارے ملک کا ہر فرد اپنے آپ کو ایک آزاد اور باوقار شہری بنا سکے اور ہم دنیا کی دوسری جمہوریتوں میں سربلند ہو کر ایک مثال قائم کر سکیں

جس طرح ایک صحت مند اور صالح معاشرہ کی ترتیب و تہذیب کے لئے قوم کے افراد کا شائستہ ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ایک جمہوری نظام حکومت کو صحت مند طریقے پر ملک میں رائج کرنے اور چلانے کے لئے قوم کا باشعور ہونا بھی ضروری ہے۔ کسی معاشرہ یا قوم کو اس وقت تک اجتماعی طور پر صحت مندی اور سربلندی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے افراد اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام نہ دیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کسی ملک میں جمہوریت کے نشوونما کے لئے حکومت کے علاوہ عوام کی طرف سے بھی جدوجہد ضروری ہے حکومتیں اور ریاستیں قانون بناتی ہیں۔ اور اسے ملک میں نافذ کرتی ہیں۔ اس قانون سے عوام کو روشناس کراتے۔ اسے صحت مند طریقے پر رائج کرنے اور اس کے تحت ہر فرد کے حقوق حاصل کرنے کے لئے عوام ہی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک جمہوری نظام حکومت میں حکومت کرنے والے افراد بھی عوام کے ہی نمائندہ ہوتے ہیں۔ حکومت دراصل کوئی آسمانی چیز نہیں ہوتی جو قوم کے افراد سے الگ تھلگ ہو۔ ایک جمہوری ملک میں حکومت کے ساتھ ساتھ عوام پر بھی کچھ فرائض عاید ہوتے ہیں اور وہ ملک میں جمہوری اقدار کے قیام میں برابر کے حصہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ جب تک کسی قوم کے افراد میں جمہوریت کا احساس اور شعور پیدا نہ ہو اس وقت تک جمہوریت کا تصور محض تصور بن کر رہ جاتا ہے۔ اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عوام اور حکومت میں یکجہتی اور تعاون اور اتحاد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ملک کے عوام جمہوری نظام حکومت میں ایک فرد پر جو فرائض عاید ہوتے ہیں انہیں پوری طرح نہ پہچان لیں۔ اگر عوام میں یہ بات نہیں ہے تو پھر صحیح جمہوریت کا تصور پورا نہیں ہو سکتا۔ جمہوریت کی تعریف کرتے ہوئے ابراہم لنکن نے بڑے سادہ اور مختصر الفاظ میں اس کا مفہوم یوں بیان کیا ہے ...

"جمہوریت ایسا نظام حکومت ہے جو عوام کا ہے۔ عوام کے لئے ہے اور عوام کے ہاتھ میں ہے"

ظاہر ہے کسی بھی ملک میں اس قسم کا نظام حکومت لانے اور اسے رائج کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہاں کے عوام میں جمہوری شعور اور وہ احساس پیدا کیا جائے جو اس نظام کو قبول کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کسی بچے کے ہاتھ میں چاقو دینے سے پہلے اس پر چاقو کے فوائد اور نقصانات دونوں کا واضح کر دینا ضروری ہے اگر وہ اس کے صرف فوائد یا صرف نقصانات ہی سے واقف ہے اور دوسرا پہلو اس کی نظروں سے اوجھل ہے تو ظاہر ہے یہ بات اس بچے کے لئے فائدہ سے زیادہ نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کسی ملک میں جمہوری نظام رائج کرنے کے لئے اس قوم کے افراد کا بالغ نظر اور باشعور ہونا بھی لازمی ہے۔

آج پاکستان بھی ایک پاکستانی جمہوریہ کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ ایک صدی کی جدوجہد اور کوشش کے بعد ہم نے پاکستان حاصل کیا ہے۔ پھر نو سال کی لگاتار محنت شاقہ کے بعد اسلامی جمہوریہ کا وجود عمل میں لایا گیا اور ۲۳ مارچ ۵۶ء کو پاکستان کو ایک اسلامی جمہوریہ قرار دے کر اس کا دستور بنا دیا گیا۔ اس دستور کو بنے ہوئے آج ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اس ایک سال کے عرصہ میں جمہوریت کی نشوونما کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

اس جشن مسرت کے موقع پر ہمیں اپنے آپ میں ان ذمہ داریوں اور فرائض کا احساس بھی پیدا کرنا چاہیئے جو اس جمہوریہ اسلامیہ میں رہتے ہوئے ایک فرد کی حیثیت سے ہم پر عاید ہوتے ہیں۔ ایک گھر میں خوشگوار، پر مسرت اور صحت مند ماحول پیدا کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ گھر کا ہر فرد اپنی بساط اور استعداد کے مطابق اس جدوجہد میں برابر کا شریک ہے جو گھر میں خوشگوار ماحول پیدا کرنے کے لئے کی جانی چاہیئے۔

اگر گھر کا صرف ایک فرد یہ چاہے کہ وہ گھر کے دوسرے افراد کے تعاون کے بغیر نہ تنہا گھر کے سارے ماحول کو بدل کر رکھ دے گا۔ تو یہ بات اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ایک گھر کے ماحول میں خوشگوار تبدیلی اور پر مسرت فضا پیدا کرنے کے لئے گھر کے تمام افراد کا تعاون ضروری ہے۔ اس مثال کے مطابق اگر آج ہم پاکستان کا جائزہ لیں تو یہ بات قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ ملک میں جمہوری فضا پیدا کرنے کے لئے جہاں حکومت پر بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں وہاں عوام بھی اس سے بری الذمہ نہیں ہیں۔ آج ہمارے عوام کو بھی اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہیئے۔ حکومت نے جمہوریہ پاکستان کا دستور بنا دیا اور ملک کو اسلامی جمہوریہ قرار دے دیا۔ اب ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے میں وہ ذمہ داری اور وہ شعور پیدا کریں جو ایک جمہوری ملک کے فرد کے لئے ضروری ہے۔ آج ہمارے ملک اور ہمارے معاشرہ میں جو برائیاں اور جو نقائص ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی کمزوریاں ہم خود ہی دور کر سکتے ہیں۔ اس وقت ملک میں رشوت ستانی۔ چور بازاری۔ اقرباپروری۔ ناجائز لوٹ کھسوٹ اور اس قسم کی کئی برائیاں موجود ہیں جو ہمارے ملک کی ترقی اور ملک میں جمہوری اقدار کی نشوونما کے راستہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب برائیاں دور کر دینا اکیلی حکومت ہی کا کام نہیں ہے۔ یہ اور اس قسم کی دوسری برائیاں اور در اصل ہمارے معاشرے کی برائیاں ہیں۔ اس لئے انہیں دور کرنے کے لئے بھی معاشرے کے تمام افراد کی مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے یہ ملک و قوم کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ جہاں بھی اس قسم کی برائی دیکھے اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ حکومت کو اس طرف متوجہ کرے اور اس قسم کے افراد کو ملک و قوم کا غدار تصور کرے۔ جو اس قسم کی برائیاں پھیلاتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس طرح سے ملک کے مفلس اور مستحق لوگوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے اور انہیں آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔ ملک سے افلاس کا خاتمہ۔ عوام اور حکومت کی باہمی کوشش سے ہو سکتا ہے۔ نہ اکیلی حکومت یہ کام کر سکتی ہے اور نہ یہ صرف عوام کا کام ہے۔ اس لئے حکومت اس سلسلہ میں جو اقدامات کرے عوام کا فرض ہے کہ وہ اس سے تعاون کریں۔

ہمارا ملک امیر ملک نہیں ہے اور پھر ابھی آزادی حاصل کئے ہوئے ہمیں چند سال ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے عوام کا ابھی معیار زندگی ابھی بہت پست ہے۔ اس کے بلند کرنے کے لئے ہمیں اپنے ملک اور قوم کی سچے دل سے خدمت کرنی چاہیئے۔ افراد کا بے لوث اور دیانت دارانہ رویہ کسی پست سے پست قوم کو ترقی کے انتہائی زینوں پر پہنچا سکتا ہے۔

آج کے جشن کے موقع پر ہمیں اپنے ملک و قوم میں صحیح جمہوری اقدار کے قائم کرنے کا عہد کر لینا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے ملک کا ہر فرد اپنے آپ کو ایک آزاد اور باوقار شہری بنا سکے اور ہم دنیا کی دوسری جمہوریتوں میں سربلند ہو کر ایک مثال قائم کر سکیں۔ ظاہر ہے یہ سب باتیں اس وقت ہو سکیں گی جب ہمارے ملک کے عوام اپنے فرائض سے صحیح طور پر واقف ہوں گے۔ اور انہیں دیانت دارانہ طور پر پورا کرنے کی کوشش کریں گے ؛

اعلانات نکاح

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم مارچ ۱۹۵۷ء کو کوٹھی دارالصدر کراچی میں (جہاں حضور کا قیام تھا) بشارت احمد صاحب ضیاء بی۔اے ابن شیخ غلام حسین صاحب لدھیانوی مرحوم اسسٹنٹ دفتر چیف کنٹرولر آف امپورٹ اکسپورٹ کراچی کا نکاح محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت ماسٹر عبد المجید صاحب کراچی کے ساتھ مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

(۲) عصمت بی بی صاحبہ دختر صوبیدار محمد شریف صاحب سکنہ نورنگ تحصیل کھاریاں کا نکاح مولوی عبد العزیز صاحب پنشنر انسپکٹر بیت المال نے راجہ بشیر احمد صاحب ولد راجہ صفدر علی خانصاحب بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر) پڑھا۔ اور ساتھ ہی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں نکاح جانبین کے لئے مفید و بابرکت بنائے۔ آمین۔

(مینیجر الفضل)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۴۵۵ میں نسیم احمد ولد عبد السلام قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈگری گھمناں ڈاکخانہ جودھالہ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۵۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار اس وقت بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ میری آمد بذریعہ ملازمت مبلغ -/۸۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کی بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد نسیم احمد بقلم خود۔ گواہ شد محمد انور ولد ماسٹر اللہ لوک ساکن تارڑ ڈاکخانہ کوٹلی بابا فقیر چند تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
گواہ شد (چوہدری) عبد الکریم خاں کاٹھگڑھی شاہد واقف زندگی مربی انچارج سیالکوٹ

نمبر ۱۴۵۴ میں اقبال بیگم زوجہ مرزا صفدر جنگ ہمایوں قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن دار البرکات ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میری منقولہ جائیداد میں سے میرا حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ میرے پاس بیس تولے سونا اور ۱۲ تولے چاندی کے زیورات ہیں۔ جن کی مجموعی قیمت مبلغ سونا -/۲۰۰۰ روپے اور چاندی -/۲۲ روپے کل مبلغ -/۲۰۲۲ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس مبلغ -/۹۰۰ روپے نقد ہیں۔ اس طرح میری کل جائیداد منقولہ کی قیمت مبلغ -/۲۹۲۲ روپے ہے۔ میں مذکورہ جائیداد کے 1/8 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اس جائیداد کے علاوہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد اگر کوئی ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے 1/8 حصہ پر بھی وہی شرط حاوی ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کردی جائے گی۔

الامۃ: اقبال بیگم بقلم خود۔
گواہ شد: مرزا صفدر جنگ ہمایوں خاوند موصیہ
گواہ شد شیخ جلال الدین احمد دار البرکات ربوہ

نمبر ۱۴۵۲ میں سردار بی بی بیوہ چوہدری محمد خاں صاحب مرحوم قوم جٹ وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر ۹۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن شیخ پور ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری منقولہ جائیداد حق مہر مبلغ -/۳۲ روپے ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ -/۲۰ روپے ماہوار گذارہ کے لئے میری اولاد کی طرف سے مجھے ملتے ہیں۔ مذکورہ حق مہر کے 1/3 اور آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ آمد ماہوار کمی بیشی کی اطلاع بھی باقاعدہ دفتر وصیت میں تحریر کرتی رہوں گی۔

الامۃ: نشان انگوٹھا سردار بی بی۔
گواہ شد نصیر احمد بقلم خود پسر موصیہ
گواہ شد بشیر احمد بقلم خود پسر موصیہ۔

نمبر ۱۴۵۳ میں سردار اں بی بی زوجہ چوہدری محمد اسماعیل قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دیہہ ۸ کھیراج ڈاکخانہ سکرنڈ ضلع نواب شاہ صوبہ خیرپور ڈویژن مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۵۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے خاوند کی کل پینتیس ایکڑ زمین ہے۔ اس میں سے پانچ ایکڑ انہوں نے مجھے دے دی ہے۔ جس کی قیمت موجودہ ریٹ کے لحاظ سے سات سو پچاس روپے بنتی ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر آئندہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ یہ زمین دیہہ ۸ کھیراج تعلقہ سکرنڈ ضلع نواب شاہ میں ہے۔

الامۃ: سردار اں بی بی۔
گواہ شد: نشان انگوٹھا محمد اسماعیل خاوند موصیہ
گواہ شد: غلام احمد فرخ مبلغ سلسلہ احمدیہ خیرپور ڈویژن۔

نونہالان جماعت کیلئے نہایت مفید دینی نصاب

(منجانب نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

"عرصہ سے جماعت میں بچوں اور بچیوں کے لئے دینی نصاب کے فقدان کو شدت سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ گذشتہ مجلس مشاورت کے موقع پر بھی متعدد جماعتوں کے نمائندگان نے اپنی تقریروں میں اس امر پر خاص زور دیا کہ دینی نصاب کے فقدان کی جلد سے جلد تلافی ہونی چاہیئے تاکہ احمدی بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت کا خاطرخواہ انتظام ہوسکے بعض نمائندگان نے اس بارے میں بجا طور پر اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اگر اس طرف جلد توجہ نہ دی گئی تو نئی پود کی ذہنی ساخت اس طور پر احمدیت کے رنگ میں رنگین نہ ہوسکیگی۔ جس طور پر جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کے پیش نظر اس کا اس رنگ میں رنگین ہونا ضروری ہے۔ سو یہ امر باعث مسرت ہے کہ مشاورت کے بعد چند ماہ کے اندر ہی اندر مکرم مہاشہ فضل حسین صاحب نے بچوں کے لئے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ کا لکھا ہوا ایک نہایت مفید سلسلہ کتب شائع کرکے جماعت کے سامنے پیش کردیا۔

یہ سلسلہ کتب، پانچ کتابوں پر مشتمل ہے اور اس میں اسلام اور احمدیت کے تمام موٹے موٹے مسائل اور ان سے متعلق اہم اور ضروری معلومات نہایت عام فہم انداز میں بیان کردی گئی ہیں۔ مسائل کے علاوہ تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیہ کے متعلق بھی اس میں خاص معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ جس سے نہ صرف بچے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی خصوصاً مستورات اس سے خاطرخواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مکرم مہاشہ صاحب نے ان کتب کو بروقت شائع کرکے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے اور ضرورت ہے کہ جماعت کے احباب بھی اس بارہ میں اپنا فرض ادا کریں۔

نظارت اصلاح وارشاد توقع رکھتی ہے کہ اب کوئی بچہ یا بچی ایسی نہیں ہونی چاہیئے کہ جس کو گھر پر یہ کتابیں سبقاً سبقاً نہ پڑھائی گئی ہوں۔ امید ہے احباب جماعت اس مفید سلسلہ کتب کو کثرت سے جماعت میں پھیلا کر اس امر کا پورا پورا اہتمام کریں گے کہ احمدیوں کی نئی پود صحیح معنوں میں احمدیت کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور اس غرض کو پورا کرنے والی بنے جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔"

ان پانچ کتابوں کا حجم سوا چار سو صفحہ اور قیمت نو روپیہ ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ کتابستان۔ ربوہ

درخواستہائے دعا

(۱) ملک سعید احمد لا فرسٹ ایر کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین
عبد الشکور ملک ایم۔ ایس۔ سی

(۲) خاکسار کا امتحان شروع ہونیوالا ہے قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا کرے اور دین کا خادم بنائے آمین
بشیر احمد شاہد ربوہ

(۳) بندہ آجکل مالی مشکلات میں سخت گھرا ہوا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے نیز میری بیوی کئی روز سے بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا کرے۔ آمین۔
شیخ غلام احمد شیخوپورہ

(۴) بندہ امسال بی۔ اے کا امتحان دے رہا ہے احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔
رانا بشیر احمد از پاکپتن

(۵) برادرم اکرام الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ ملتان چھاؤنی کافی دنوں سے بیمار ہیں اور اس وقت نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کا ضروری اپریشن کیا گیا ہے۔ جو کہ کامیاب ہوا ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں
(لفٹیننٹ) اے۔ ڈی۔ ملک مشتاق۔ ملتان چھاؤنی

(۶) خاکسار کی خوشدامن صاحبہ دماغی عارضہ کی وجہ سے مینٹل ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ بزرگان سلسلہ احمدیہ اور درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ان کو جلد سے جلد شفاء عطا فرمائے
غلام احمد ظہور انسپکٹر بیت المال حلقہ حیدرآباد کراچی

(۷) خاکسار کا لڑکا عزیزم کریم اللہ امسال ایف۔ ایس۔ سی (میڈیکل) میں Appear ہو رہا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین۔
(صوفی) خدابخش عبد زیروی۔ بی۔ اے

اعلان نکاح

چوہدری غلام حیدر ولد محمد دیوان صاحب نمبردار سکنہ ڈسکہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا نکاح ہمراہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حکیم محمد احسن صاحب سکنہ بستی بابا جھنڈا ضلع رحیم یار خاں بالعوض مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر مورخہ ۳/۱۷ کو چوہدری غلام احمد خان صاحب انسپکٹر بیت المال نے پڑھا۔

بزرگان سلسلہ احمدیہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں اس کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

شرف احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

ولادت

مورخہ ۲۰ و ۲۱ مارچ کی درمیانی شب کو برادرم خواجہ مجید احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے دوسری بچی عطا کی ہے نومولودہ خواجہ محمد شریف صاحب کی پوتی ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمادیں کہ بچی کو اللہ تعالےٰ نیک اور خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔ خاکسار سید عبدالرحمٰن شاہ فروٹ مرچنٹ گول بازار ربوہ